

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۵۰

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۴	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۵ مئی سنہ ۱۹۱۶ء	نمبر ۱۸

گلدستۂ اخبار

جنرال ٹون شینڈ نے قط العمارہ میں ۱۴۳ دن تک شجاعانہ مدافعت کے بعد مجبوراً ہتھیار ڈالے۔

صاحب ممدوح کے فیصلہ کو فوجی نقطۂ نگاہ سے قابلِ اطمینان خیال کیا جاتا ہے۔ رسد کی قلت تھی۔

ہتھیار ڈالنے سے پیشتر سارا جنگی سامان آگ لگا کر تلف کر دیا گیا تھا۔ دشمن کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔

میدان جنگ سے افواج نیوزیلینڈ کے کمانڈر نے ہندوستانی فوج کی شجاعت کا اعتراف فرمایا۔

صاحب وزیرِ ہند نے صاحب مذکور کے تار کا جواب دیا۔ ہندوستانی فوج کی طرف سے شکریہ

ورڈن میں جرمن کو باوجود تین لاکھ فوج کٹوانے کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

تاہم لڑائی نہایت تیزی اور تندی سے جاری ہے۔ اگرچہ گذشتہ ایام کا سا زور شور نہیں ہے۔

لیکن ابھی دشمن کی طرف سے بے فکری نہیں ہے۔ تمام قسم کی مخلوقوں پر تُلا ہوا ہے۔

ہمارے قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک وہ کر رہا ہے۔ تمام دنیا اس پر لعنت بھیجتی ہے۔

دلنخاموریہ نے سرویہ پر اس قدر مظالم کئے ہیں کہ سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

علاقہ مصر کے مقام کاتیہ میں ترکی فوجوں نے ہم پر خونخوار حملہ کیا مگر سخت شکست دیگئی۔

اگرچہ ہمارے چند بہادر دشمن کی قید میں جا پہنچے مگر تمام علاقہ کو دشمن سے خالی کرالیا ہے۔

اس حملہ میں ترکوں کے ساتھ ایک ہزار جرمن فوج بھی شامل تھی۔ مگر بالکل ناکام رہی۔

سلطنت ٹرکی میں آجکل سخت بربادی اور پریشانی پھیل رہی ہے خود کردہ را علاج نیست۔

امراض روم بطلیس اور طرابزون سے ۵ لاکھ پریشان حال ترک بیمار و خستہ حالت سے وارد ہوئے ہیں۔

سلطنت روم میں تباہی پر تباہی آرہی ہے۔ علاقے چھین رہے ہیں سپاہی قتل ہو رہے ہیں

تار برقیات

واشنگٹن کی خبر ہے کہ پریزیڈنٹ ولسن نے کارخانہ داروں سے ایک چٹھی کے ذریعہ درخواست کی ہے۔ کہ اغراض جنگ کے لئے صنعتی کارخانوں میں کام کرنے والوں کی فہرست بطور مردم شماری مرتب کریں۔ بغاوت کورٹ مالسن اور میکسیکو میں جرمن افسروں نے جو حصہ لیا ہے۔ اس کے متعلق بھی تحقیقات کا حکم دیا گیا ہے۔

لنڈن یکم مئی۔ پیرس۔ جرمنوں نے وردون پر شکست فاش کھائی ہے۔ سرکاری اعلان میں ذکر ہے کہ انہوں نے نیمہ شام کے وقت موٹ ہام پر بڑی صعوبت کے ساتھ حملہ کیا۔ مگر ہماری کلاں توپوں اور توپخانہ نے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ جرمن کا ہر ایک حملہ خاک میں ملا دیا گیا۔ مقام کیریٹس پر جرمنوں نے مسلسل حملات کئے۔ مگر وہاں بھی بڑے بھاری نقصان کے ساتھ زک اٹھائی۔ پہاڑی نمبر ۳۰۴ اور داوکس پر بھی سخت اور لگاتار گولہ باری ہوتی رہی فرانسیسی ہوائی بیڑہ نے میتز کے گرد ریلوے سٹیشنوں اور خوراک اور سامان جنگ کے ذخائر پر نہایت بربادکن حملے کئے۔

لنڈن ۲ مئی۔ پیرس کا ایک کمیونیکے رپورٹ دیتا ہے کہ ارگن میں علاقہ فلارٹ میں سرنگی لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ علاقہ وردون میں میوز کے بائیں جانب کے ہمارے مورچوں میں سختی سے گولہ باری لگی رہی تھی۔ میوز کی دہنی سمت پر توپخانہ کی سرگرمی پائیوہ پہاڑی اور ڈاؤمنٹ پر تھی۔ ۳۰ اپریل میں فرانسیسی جنگی جہاز علاقہ وردون میں خصوصیت کے ساتھ سرگرم تھے۔ اور انہوں نے دشمن کے ۳۱ ہوائی جہازوں کو نیچے اتار دیا۔ ہمارے چھ ہوائی جہاز اسی عرصہ میں خراب کر دیئے گئے۔

لنڈن یکم مئی۔ جنرل ہیگ رپورٹ دیتا ہے کہ دشمن نے گذشتہ شب کو کارنسی میں ایک سرنگ اڑا دی جس سے ہمارے سامنے کی خندقوں کا نقصان ہو گیا۔ مگر پیادہ فوج نے حملہ نہیں کیا۔ ہم نے ایک بم کے گولوں کے حملے کو لوز کے جنوب میں پسپا کر دیا۔ ہم نے روکل کورٹ میں مخالف کی سرنگوں کے مقابلہ میں بالمقابل سرنگیں اڑا دیں۔ ایجرس کے نزدیک دشمن کے مورچوں کو ہمارے توپخانہ نے سخت نقصان پہنچا دیا۔ یپرس کے علاقہ میں سختی سے گولہ باری ہو رہی ہے۔ کل سات ہوائی جنگ ہوئیں۔ دو جرمن ہوائی جہاز نیچے اتارے گئے۔

لنڈن ۲ مئی۔ پیٹروگراڈ۔ روسی کمیونیکے کا بیان ہے۔ کہ جرمنوں نے جھیل ناروچ کے جنوب مغرب میں ہماری آتشباری کے سامنے اپنی خندقوں میں سے نکلنے کی بے فائدہ کوشش کی۔ دیار بکر کی سمت میں محاذ پر کاسکوں نے دشمن کو بڑی سختی کے ساتھ مغرب کی طرف بھگا دیا۔ اور بغداد کی جانب محاذ پر ہم نے ایک بڑی فوج کو مغرب کی طرف بھگا دیا۔ اور ہم نے کچھ توپیں اور سامان جنگ کے بہت سے گدھے قبضہ میں لے لئے۔

کلکتہ ۲ مئی۔ بنگال ناگپور ڈاک گاڑی گذشتہ ہفتہ جمعہ کے روز کلکتہ سے بمبئی کو روانہ ہوئی۔ جب کلکتہ سے قریب ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر پرساٹا اور گلکیرا سٹیشنوں کے درمیان پہنچی تو ریلوے پل پر کی سلیپروں میں آگ لگ گئی۔ یہ واقعہ سنیچر کی رات کو ایک بجے کے قریب ہوا۔ شعلے بڑے بلند اٹھ رہے تھے۔ جن کی روشنی سے سارا جنگل روشن ہو رہا تھا۔ مگر خوش قسمتی سے اُن لوگوں نے جو پل پر مامور تھے اس حادثہ کی خبر بہت جلد ٹرین کے وہاں پہنچنے سے پیشتر پہنچا دی۔ ٹرین اس پل سے نزدیک ترین سٹیشن پر ٹھہر گئی۔ اور ساری رات وہاں لگی رہی صبح ہوتے ہی اُس پل کی جانب روانہ ہوئی جہاں پہنچ کر ایوانی کلکتہ میل کے لئے سواریاں اتار دیں۔ اور کشتیوں کے ذریعہ پار پہنچا دی گئیں۔ اور کلکتہ سے آنے والی ڈبلی کی سواریاں لیکر اول الذکر میل ٹرین بمبئی کو روانہ ہوئی۔

الہ آباد ۲ مئی۔ پائینیر سمجھتا ہے کہ سرجن جنرل تریہرن کے۔ اے۔ ایم سی بجائے سرجن جنرل ہاتھوے کے جو زخمی ہو کر واپس آ گیا ہے۔ اکسپیڈیشنری فورسز کا ڈائرکٹر آف میڈیکل سروس مقرر ہوا ہے۔ سرجن جنرل تریہرن یورپ سے یہاں آنے پر شملہ کے آرمی ہیڈکوارٹرز کا ایک مختصر سا معائنہ کرنے کے بعد اپنے عہدہ پر متعین ہوگا

ترکی سپاہ کا جرمن کمانڈر جنرل گولٹز پاشا ہلاک ہو گیا کہتے ہیں ندامت سے خودکشی کی۔

ایڈیٹوریل نوٹس

عالمگیر انجیلی تحریک

(۲)

(۲) آؤ ہم کوریا کو لیں۔ صرف تیس سال کا عرصہ گزرا جبکہ پہلا مشنری وہاں بھیجا گیا تھا۔ اور جونہی کہ وہ جہاز پر سے اُترا وہ قتل کردیا گیا کیونکہ کوریا کے لوگ نہ تو کسی اجنبی کو دیکھنا اور نہ ہی انجیل کو سننا چاہتے تھے۔ اس کے بعد اور مشنری وہاں بھیجے گئے۔ اور آٹھ سال کے کام کے بعد صرف ساٹھ آدمیوں نے پنگیوں شہر میں بپتسمہ لیا یہ ساٹھ آدمی بہت ہی سرگرم اور جوشیلے تھے۔ اور پورے طور سے محسوس کرتے تھے کہ ان کے ہموطنوں کی مذہبی ضروریات کا کس قدر بوجھ اُن پر ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنا سارا وقت انجیل کی منادی کے لئے دیدیا۔ گذشتہ بائیس (۲۲) برسوں میں اُن ساٹھ آدمیوں کی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تک بڑھ گئی۔ اور اس ایک ہی کلیسیا سے بیالیس (۴۲) مختلف کلیسیائیں نکلیں۔ اُن سے کام کرنے کی اوسط ایک مسیحی فی گھنٹہ پڑتی ہے۔ ان عظیم الشان کاموں کی جو کوریا میں مسیحیوں نے کیا ہے یہ صرف ایک واحد مثال ہے۔ محض اس لئے کہ اُن کے ملک میں انجیل ایک خوشخبری خیال کیجاتی ہے

اور ہر ایک مسیحی دیندار اور سرگرم گواہی دینے والا ہے۔ بہت سی جگہوں میں تو انہوں نے قانون بنا رکھا ہے کہ کوئی آدمی پورے طور سے کلیسیا کا شریک ہو نہیں سکتا۔ جبتک کہ وہ کم از کم ایک شخص کو مسیح تک نہ لے آئے۔ ہر سال وہ خود بخود بغیر کسی بیرونی اثر یا ترغیب کے کچھ دن مقرر کر لیتے ہیں جن میں ہر ایک مسیحی کچھ دن یا ہفتے انجیل کی منادی کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ مشرقی ملکوں میں کوریا غالباً سب سے پہلے ایک مسیحی ملک بنجائیگا۔

(۳) آؤ اب ہم ملک چین کو لیں۔ ملک چین کے متعلق مسٹر ایڈی صاحب کی رائے ہے کہ ہم آئندہ سالوں میں یہاں کوریا کی نسبت زیادہ بڑے کام دیکھیں گے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ چین میں کام کرنا نہایت ہی آسان ہے۔ بلکہ حقیقت میں کئی سالوں تک چین ایک ایسی مشکل جگہ تھی جہاں قدم قدم پر مشکلات کا سامنا تھا سو سال ہوئے جب موریسن صاحب نے ستائیس ۲۷ سال تک برابر بڑی سخت محنت کی تو صرف تین شخص مسیحی ہوئے۔ تیس (۳۰) سال کی سخت محنت کے بعد تمام چین میں دس سے زیادہ مسیحی نہ ہو سکے۔ پچاس سال کے بعد ایک ہزار بھی نہ تھے۔ چین کے تعلیمیافتہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگ اسی قسم کے ہندوستانی لوگوں کی نسبت زیادہ متعصب اور لکیر کے فقیر تھے۔ صرف سولہ سال کا عرصہ گذرا کہ جب باکسروں کی بغاوت رونما ہوئی تھی۔ اور اس وقت یہ حکم نافذ ہوا کہ تمام مسیحیوں کو قتل کردیا جائے۔ مگر ان گذشتہ چند سالوں میں چین کی مسیحی آبادی اور مشنری لوگوں نے فکر و عار نا شروع کردیا ہے۔ گو خدا اپنی برکت اپنے کام پر بھیجے۔ ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گذرا۔ جبکہ وہاں

ایک ریوایول ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی اونچی قوموں کے لوگ جو پہلے مسیحی مذہب کے سخت مخالف تھے مسیحی ہو گئے۔ اُن متحدہ میٹنگوں میں جو مسٹر شیروڈ ایڈی نے اس جگہ فراہم کیں ایک لاکھ سترہ ہزار سے زیادہ لوگ شامل ہوئے۔ اور دس ہزار چھ سو نے کارڈوں پر دستخط کئے کہ ہم مسیح کی زندگی کا مطالعہ کرینگے۔ اور سچائی کے قائل ہوکے اس کو قبول کرینگے۔ جوکین صوبے میں ایک بڑی بشارتی کوشش شروع کیگئی ہے جس میں چھ سو چیدہ اور تجربہ کار مسیحی کارندوں نے حصہ لیا۔ اس صوبہ کے چینی مسیحیوں نے بارہ ہزار روپیہ اس مہم کے اخراجات کے لئے خود جمع کئے۔ ایسی ہی کوششوں کے لئے دوسرے صوبوں میں تیاریاں کی جارہی ہیں۔ بالخصوص کیانگنگ۔ ہونان۔ اور منچوریا میں۔ چونکہ کلیسیا کے لیڈر محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسے موقعہ کے بالمقابل ہیں جو کہ کارندوں کی روحانی زندگی کی طاقت اور کلیسیا کی تیاری سے علاقہ رکھتی ہے یہ ممکن نہیں ہے کہ مفصل طور پر ان بڑی بڑی باتوں کا ذکر کیا جائے جو حال ہی میں چین میں واقعہ ہوئیں۔ اگر اجازت ہو تو میں کچھ بڑے بڑے واقعات مختصر طور پر بیان کروں۔

(۱) اس سے پیشتر کبھی ایسا موقعہ نہیں ہوا جبکہ چین کے حکام نے مسیحی کوشش کو کامیاب بنانے کے لئے ایسے پورے طور سے امداد کی ہو۔ پریذیڈنٹ اور وائس پریذیڈنٹ سے لے کر صوبوں اور شہروں کے حکام تک سب نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ بہت سی جگہوں میں ہمدردی۔ اور کئی دفعہ وہ خود میٹنگوں میں شامل ہوئے۔ چین کے اخبار

کی امداد بھی نہایت قابل قدر اور تعریف کے لائق ہے۔ جنہوں نے ہر ممکن طریق سے میٹنگوں کے اوقات اور مضامین کے مشتہر کرنے میں بڑی کوشش کی۔

(ب) دوسرا بڑا اعجازی واقعہ تعداد حاضرین کا تھا جو گذشتہ دو سال کی میٹنگوں کی تعداد سے دوگنی تھی۔ اس گذشتہ سال میں ایک ہی صوبہ کے متلاشیوں کی تعداد ۲ سال پہلے کی چین کی تمام تعداد سے زیادہ تھی۔ چین میں کیا روحانی بیداری کا وقت آگیا ہے۔ کیا ہندوستان میں یہ وقت جلد نہ آئے گا؟ کیا مشرقی ملکوں میں ہندوستان ہی پیچھے رہ جائے گا؟ ۲۵ سال کا عرصہ گذرا بلکہ اس سے بھی کم جبکہ چین میں یہ سب باتیں ناممکن خیال کی جاتی تھیں کیا ہم اب یہ کہیں کہ یہ باتیں ہندوستان میں ہمارے لئے ناممکن ہیں؟ ہم یاد رکھیں کہ خدا ہمیں بلاتا ہے۔ کہ ہم اس کی خاطر ناممکن کاموں کو بھی اختیار کریں۔ جیسا جنرل آرمسٹرانگ نے کہا ہے کہ مسیحی دنیا میں اسی لئے آئے ہیں۔ کہ خدا کی طاقت سے ناممکن باتوں کو ممکن بنائیں۔ مشکلات اور رکاوٹوں کا خیال نہ کرو۔ کیا خدا میں یہ طاقت نہیں ہے۔ کہ ان پر غالب آسکے؟ اس کے علاوہ ہر زمین کئی باتیں ہمارے حق میں اچھی ہیں۔

اے ہندوستانی کلیسیا جاگ!

جب ہم کوریا جاپان اور چین پر غور کرتے ہیں جیسا کہ سیقد مذکورہ بالا مضمون میں ذکر ہو چکا اور ہم امید وہ بھی ایک دو ہفتوں تک ہوگا۔ اور ساتھ ہی ہندوستان کی موجودہ حالت اور اس کے ساتھ مسیحی مذہب کے تعلق کا اور دیگر حالات کا مقابلہ کرتے ہیں تو اس امر کی توضیح میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ وہ مشرق کے دوسرے ممالک سے روحانی باتوں میں بہت ہی پیچھے رہا معلوم پڑتا ہے۔ وقت کے لحاظ سے چاہئے تھا کہ ہندوستان دیگر ممالک کا استاد اور نمونہ بنتا۔ مگر ابھی ہندوستان کو غیر ممالک کے استادوں اور نمونوں کی بہت ضرورت ہے۔ اوپر کے نہایت پر نصیحت اور جوش دلانے والے مضمون کی روشنی میں ہم اس بات کا ادراک اور احساس کرتے ہیں کہ جس طرح چین جاپان اور کوریا کے باشندوں نے اپنے ہموطنوں کو مسیح پاس لانے کا بوجھ اپنے اوپر محسوس کیا اور اس ضروری مگر مشکل کام کے لئے اپنے ہی آپ کو ذمہ وار سمجھا اسی طرح ہندوستانی مسیحیوں کو بھی محسوس کرنا اور سمجھنا لازم ہے۔ ناظرین نور افشاں مذکورہ بالا مضمون کو ضرور ہی اور غور سے اور بار بار دعا کے پڑھیں اور باہمی تنازعات اور تفرقات کو بالائے طاق رکھ کر مسیح کی خاطر ایک ہو جائیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک ہندوستان کی ہر ایک مشن اور کلیسیا اور ان متفرق کلیسیاؤں کے باہمی تفرقات اور امتیازات جاتے نہ رہیں گے۔ اور ہر ایک کلیسیا کے افراد میں سے خود غرضی۔ اور خود پرستی اور خود بینی عنقا نہ ہو جائے گی۔ اور مشنری صاحبان خواہ وہ کسی مشن کے کیوں نہ ہوں ہندوستانیوں کے ساتھ اپنی موجودہ روش تبدیل نہ کرینگے تب تک ہندوستان میں وہ دن نہ آئیں گے جو جاپان اور کوریا۔ اور چین میں آگئے ہیں۔ جب موجودہ روش رکھتے ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ اس حالت سے اچھی حالت ہندوستان کی ہو جائے۔ تو یہ امر لازمی اور بدیہی ہو جاتا ہے۔ کہ ہم سب خواہ ہندوستانی ہوں خواہ یورپین اور امریکن اپنی موجودہ روش اور تعلقات کو بالکل تبدیل کر کے نئی روش اختیار اور نئے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش اور عملی تجاویز کریں اور تب ہم اس بہتر کو جو سامنے ہے کہیں گے کہ بڑے لنگر کو سمندر میں گرا جاتا ایسا ہی ہوگا۔ ایمانداروں کے لئے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

نجومی کیا کہتے ہیں

لاہور کا اخبار ہندوستان راوی ہے۔ کہ ڈاکٹر تیھوادھن جیوترجی نے ایک پیشینگوئی کی ہے۔ کہ علم نجوم کی رو سے دنوں میں جنگ کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ ابھی ۱۶ مئی اور ۲۷ جون کے درمیان ایک نہایت سخت جنگ ہونے والی ہے۔ اس کے آگے تمام سابقہ لڑائیاں پھیکی پڑ جائیں گی۔ اور یہ جرمن کی آخری جنگ ہوگی۔ اس کے تمام ذرائع اور وسائل ختم ہو جائینگے۔ اور وہ اتحادیوں کے موافق شرائط پر صلح کرنے کی درخواست کرے گا۔ شرائط صلح کی پیشی کی تاریخ ۲۷ جون مقرر کی گئی ہے۔ مگر کامل امن و امان ۲۷ اگست تک قائم ہوگا۔

بائبل اور مسیحی مذہب پر لیڈران ہندوستان کی رائیں

دی انڈین سوشیل ریفارمر نے اخبار بمبئی کی اگزیلیری آف دی برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی رپورٹ پر نوٹ کرتا ہوا یوں لکھتا ہے کہ رپورٹ بلاوجہ اس امر کی مدعی نہیں کہ بائبل نے اس ترقی میں بڑا اعجازی حصہ لیا ہے۔ جو کہ ہندوستان نے آخری ربع صدی کے اندر کی ہے۔ اور اپنے اس



یقین کی تائید میں سر فیروزشاہ مہتہ کی اُس تقریر کا ایک عجیب وغریب حصہ پیش کرتا ہے جو اس مسلمان ہندوستانی چوٹی کے لیڈر نے ابتدائے جنگ میں ایک جلسۂ عام میں کی تھی جس سے ظاہر اور باہر ہوتا ہے کہ بڑے بڑے ہندوستانی لیڈروں کو بائیبل سے کیسا شغف اور اُنس ہے اور کہ وہ بائیبل کے مطالعہ کے کیسے شیدائی اور فدائی ہیں۔ اور بائیبل نے اُن کے دلوں میں کیسا گھر کر رکھا ہے۔

سر فیروزشاہ مہتہ کی رائے بائیبل پر

مذکورہ بالا تقریر میں آپ نے فرمایا کہ جب [illegible] کے بعید النفس نظام میں ہندوستان انگلستان کی تفویض میں آیا تو آدمی خیال کرسکتا ہے۔ کہ اس کے سامنے ویسا ہی انتخاب پیش کیا گیا جیسا کہ قدیم زمانہ میں اسرائیل کے سامنے پیش کیا گیا تھا کہ دیکھو میں نے تمہارے سامنے برکت اور لعنت رکھدی ہیں۔ برکت اس وقت جبکہ تم خداوند اپنے خدا کے احکام کی تابعداری کروگے۔ لعنت اس وقت جبکہ تم خداوند اپنے خدا کے احکام کی تابعداری نہ کروگے اور اُن غیرمعبودوں کے پیچھے جاؤگے جن کو تم نے نہیں جانا۔ ہندوستانی طرزِ معاشرت اور سوسائٹی کی تمام بڑی بڑی طاقتیں آہستہ آہستہ گو ایسے طور پر کہ اس کا مقابلہ کرکے اس کو روکا نہیں جاسکتا۔ اور مستقل طور پر اس چیز کو پسند کر رہی ہیں۔ جو انگلستان اور ہندوستان کے توسل کو خود ہندوستان کے لئے اور تمام دنیا کیلئے بیشمار پشتوں تک ایک برکت بنادے گی۔

مسٹر جسٹس راناڈے کی رائے بائیبل پر

سر فیروزشاہ مہتہ کی رائے نہایت قابلِ قدر اور موزوں الوقت اور حقیقت سے مملو ہے۔ مگر اس سے بھی بڑھ چڑھ کر مسٹر جسٹس راناڈے کی تقریر ہے جو اس نے ۱۸۹۵ء کو شہر پونا میں نیشنل سوشیل کانفرنس میں کی تھی۔ آخری فقرات ہیں۔ چنانچہ مسٹر جسٹس نے ان الفاظ سے سوشیل ریفارمروں کو صبر اور برداشت کی ترغیب دی۔ کہ

"آمرت کے نبی کے الفاظ میں ہم نے صلیب اٹھانا ہے۔ نہ اس لئے کہ ستایا جانا خوشگوار ہے۔ بلکہ اس لئے کہ درد اور ضرر اُس اصول کے مقابل میں جس کی خاطر وہ برداشت کئے جاتے ہیں کچھ بھی نہیں ہیں" جو اثر ان الفاظ سے سامعین پر ہوا تھا۔ وہ بیان نہیں کیا جاسکتا مگر ہمارا روئے سخن ان الفاظ کو دکھانے سے اس حقیقت کو ناظرین پر گویا کہ بجلی کی تیز تر روشنی میں نہایت صفائی اور درخشندگی سے واضح ولائح کردینے کی طرف ہے۔ کہ بائیبل دنیا کی تمام سب سے بڑی کتابوں میں سے اکیلی اور واحد اور لاثانی کتاب ہے۔ جس کے اثر سے دنیا کی کوئی سوسائٹی خصوصاً ہندوستان کی کوئی سوسائٹی بچی ہوئی نہیں ہے۔ اور کہ اس نے نہ صرف ہندوستان کے ادنےٰ اور متوسط درجے کے آدمیوں کے دلوں ہی میں گھر کیا ہوا ہے۔ بلکہ ہندوستان کے بڑے بڑے لیڈروں اور عالموں پر اپنا جادو سے بڑھکر اثر کیا ہوا ہے جو اسکے منجانب اللہ ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

آغاخاں کی سرفرازی

حال ہی میں جو ملک معظم نے ہز ہائینس دی آغاخاں کو سرفرازی بخشی ہے۔ کہ گیارہ توپوں کی سلامی ہوا کرے۔ اور تاحیات احاطہ بمبئی کے چیف کے عہدے پر ممتاز رہیں۔ اس اسمٰعیلیہ جماعت میں بڑا ہی اطمینان اور مسرت کا اظہار ہو رہا ہے آغاخاں صاحب اس جماعت کے روحانی سرو سردار ہیں۔ تمام ہندوستان سے شمال مغربی سرحد سے خلیج فارس اور برما سے ہز ایکسیلنسی دی وائسرائے کو اس مضمون کے بے شمار تار موصول ہوئے ہیں کہ اس جماعت کی جانب سے اس سرفرازی اور اعزاز کا جو اعلیٰ حضرت شاہ و شہنشاہ نے ہز ہائنس کو عطا فرمایا ہے اُن کا عمیق تشکر و امتنان ملک معظم کی خدمت میں بھیجدیا جائے۔

روسی رزمگاہ

آجکل روسی فتوحات کچھ دنوں سے بڑی بڑی اُمیدیں پیدا کر رہی ہیں۔ ارض روم اور طرابزند کی فتوحات سے ترکوں کا کچومر نکل گیا۔ جرمنی کے ساتھ ملکر روس اور انگلستان کے ساتھ بگاڑ کرکے ترکی اپنی پاداش کو پہونچ گیا اور ابھی اور زیادہ ذلیل اور برباد ہونے کو ہے۔ ہمیں ترکی کی حالت زار پر رحم آتا ہے۔ دوسری جانب روسی جرمنی محاذ پر بھی روسی حالت خاطرخواہ اور تسلی بخش ہے۔ حال ہی میں جھیل ناروچ پر جہاں جرمنوں نے چند ایک خندقیں واپس لینے کے لئے خوب جم کر اور ایک جتھا ہو کر حملہ کیا۔ اُس میں

جرمن بالکل ناکام رہا۔ ہاس کے دیہات پر سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ پیٹروگراڈ کا ایک تار مظہر ہے کہ سیلاب کے سبب سے دشمن کی فوج علاقہ ڈونسک میں پیچھے ہٹ گئی ہے۔ اور آسٹریوں کو بطور عقب (ریئر گارڈ) چھوڑ کر جرمن روانہ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ جرمنوں کی اس روش کو دیکھ کر ان کے خلاف آسٹریوں میں ایک جوش پھیل گیا۔ اور انہوں نے جرمنوں پر حملہ کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک خوں ریز سخت دست بدست جنگ ہوئی۔ اور ہر دو طرف خصوصاً آسٹریوں کے درمیان خون کی ندیاں بہ گئیں۔ اور کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ آخر کار جرمن سٹاف نے دھوکہ سے سخت گولہ باری کرنا شروع کر دی اور کہا بہانہ کیا کہ روسی جنگ کا خاتمہ کر دینے کے لئے حملہ کر رہے ہیں۔ بعد کی خبر ہے کہ مقام اکوا کی لڑائی میں روسیوں نے آسٹریا کے ۲۰۰۰ آدمی اور ۲۲ افسر گرفتار کئے۔

روسی رزمگاہ میں جرمن کی طاقت کا موازنہ

ٹائمز کا فوجی نامہ نگار روس میں جرمن افواج کی طاقت کا موازنہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ خلیج ریگا سے پرپیٹ تک جو ۵۰۰ میل کا محاذ ہے۔ اس پر پیادہ اور سوار فوج کی قریباً ۴۸ ڈویژن پڑی ہوئی ہیں۔ جن میں تخمیناً ۱۲۰۰۰۰۰ آدمی پائے جاتے ہیں۔ ان میں ہتھیار بند آدمیوں کی تعداد ۶۰۰۰۰۰ سے قدرے زیادہ ہے۔ یعنی بحیثیت مجموعی اس کل محاذ پر ۱۳۰۰ جنگی مرد فی میل ہیں۔ خندقوں میں رسالہ کے ۸ ڈویژن ہیں۔ اور ایک پیادہ پلٹن کی بجائے کے محفوظ فوج بالکل نہیں ہے۔ ان حالات کے اندر اصلی خط مدافعت کے نہ ہونے کے سبب سے جرمنوں نے بہ آسانی محفوظ ہونے والے مقامات کی بڑی طاقتوری کے ساتھ حفاظت کر چھوڑی ہے اور ایسے مقامات کے درمیانی فاصلہ کی حفاظت بہت بے پرواہی سے کی ہوئی ہے۔ اور باوجود تاروں کے ایک وسیع رقبہ میں جال کے جال بچھا دینے ہتھیار کلدار توپوں کے ہونے اور اعلیٰ پیمانہ پر ریلوں کا انتظام ہونے کے بھی جرمن خطوط بڑی سبکی سے اداوٹے حالت میں محفوظ ہے۔ اور اگر وہ کسی خط مدافعت سے اپنی فوج کو کسی ضرورت کے وقت پیچھے ہٹا لینا چاہیں تو بغیر بھاری قربانی کے وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔

سرکاری اعلان

۲۷ مارچ ۱۹۱۶ء کو حضور وائسرائے اور گورنر جنرل ہند نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ یکم مئی ۱۹۱۶ء سے گیہوں اور گیہوں کا آٹا برٹش انڈیا سے باہر لے جانے کی ممانعت ہے۔ لیکن اگر اجازت نامہ لیا جائے اور اس پر چیف کسٹمز آفیسر کے دستخط ہوں اور وہ اجازت نامہ بندرگاہ برآمد کے کسٹمز کلکٹر کے نام کا ہو تو گیہوں اور گیہوں کا آٹا باہر جا سکتا ہے۔

کیا جرمن اسلام کا حامی ہے؟

ابتدائے جنگ سے عوام الناس مسلمانوں میں یہ غلط اور بالکل بے بنیاد وہم پھیلا اور ایک حد تک زور پکڑے ہوئے تھا۔ اور شاید اب بھی کسی قدر ہو کہ جرمن اسلام کا دوست ہی نہیں بلکہ حامی بھی ہے۔ لیکن آنریبل ملک عمر حیات خاں ٹوانہ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ وی۔ او کی ایک تقریر سے یہ وہم ایسا دور ہو جاتا ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ ۳۰ ماہ اپریل کو لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں جس کے وہ میر مجلس بنے تھے آنریبل صاحب موصوف نے یہ کہا جرمنی اسلام کا پکا دشمن ہے۔ کیونکہ اس نے نوآبادیات افریقہ میں اپنے افسران کو حکم دیا تھا کہ باشندگان نوآبادیات کو خنزیر پالنے اور سور کا گوشت بطور خوراک استعمال کرنے کی ترغیب دیں۔ اور یہ ساری باتیں اس غرض سے تھیں کہ اسلام کی ترویج اور ترقی کو روکے اور مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی مقدس تعلیمات سے بے پرواہی پیدا کرے۔ ملک عمر حیات نے یہ بیان کر کے کہا۔ "اور کیا تم اس کو اپنے ایمان کی حمایت کرتے ہوئے" پھر اپنی تقریر کے اختتام پر سامعین کو اس نے یقین دلایا کہ جرمنی جیسی سلطنت اپنے برے مقاصد۔ ناپاک خیالات اور تنگ خیالی کے ساتھ کبھی بھی مذہب اسلام کی حامی اور مددگار نہیں ہو سکتی اس کے بعد اس نے خدا سے بڑے جوش اور سرگرمی کے ساتھ دعا کی کہ برٹش گورنمنٹ کے سایہ تلے ہندوستان کے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی ترقی اور فلاحیت بخشے۔

لنڈن یکم مئی۔ ان حال ہی میں اطالیوں کے گرفتار شدہ ایک ہزار آسٹریوں میں سے ۷۰۰ ایسے آدمی ہیں جو ۱۶ سے ۱۸ سال کی عمر کے ہیں باقی کے ۵۰ سال سے اوپر کے۔

مراسلات

پادری بیٹمین صاحب مرحوم

اگر کوئی نارووال میں جاوے تو شکل سے کوئی شخص ملیگا جو پادری بیٹمین صاحب کے نام سے واقف نہ ہوگا۔ حالانکہ پادری بیٹمین صاحب کو نارووال چھوڑے کوئی ۱۸ سال ہوگئے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پادری بیٹمین صاحب کا نام وہاں زندہ ہے اور کئی پشتوں تک زندہ رہیگا۔ پہلے پہل سنہ ۱۸۷۳ء میں میری بیٹمین صاحب سے واقفیت ہوئی۔ وہ نارووال خوجوں کے محلہ میں ایک معمولی کچے گھر میں رہتے تھے۔ پگڑی باندھتے۔ اور پنجابی جوتی پہنتے۔ پنجابی بولتے تھے۔ اور پنجابی طرز پر گذران کرتے تھے۔ انگریزوں سے جو ہمیں غیر ملک کے باشندے اور حاکم ہوتے کے سبب سے ڈر آتا ہے۔ وہ بیٹمین صاحب نے ہٹا دیا۔ جب میں متلاشی اور زمانہ بھی میرا لڑکپن کا تھا۔ تو وہ میرے ساتھ نہایت ہی اچھا بلکہ پدرانہ سلوک کرتے تھے۔ جس نے مجھے اُن کا گرویدہ کر دیا تھا۔ اکثر دفعہ ان سے بازار میں ملنے کا موقعہ ہوتا تھا۔ پر اُن کو سلام کرنا! اُن سے گفتگو کرنا اُنہوں نے منع کیا ہوا تھا تاکہ لوگوں کو میرے متلاشی ہونے کی خبر نہ ہو جائے

جب میں نے ۱۵½ سال کی عمر میں مسیحی ہونے کا فیصلہ کیا تو مجھے اپنے ساتھ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے پاس لے گئے۔ جہاں سے مجھے سرٹیفکیٹ دلایا کہ میں اپنا مذہب تبدیل کرسکتا ہوں۔ سیالکوٹ سے نارووال واپس آتے وقت وہ مجھے اپنے اونٹ پر اپنے ساتھ لائے۔ رات ہم ایک چرنی میں سوئے تو بیٹمین صاحب نے مجھ کو بتلایا کہ یسوع مسیح جب پیدا ہوا تو وہ بھی چرنی میں رکھا گیا تھا۔ ڈاکٹر دتا لاہور کے سرکاری سکول میں تعلیم پاتے تھے۔ اور بیٹمین صاحب کو معلوم تھا کہ وہ مسیحی ہونا چاہتے ہیں۔ جنوری سن ۱۸۷۵ء میں بیٹمین صاحب نے مجھ کو لاہور میں بھیج دیا۔ اور کہا کہ اس لڑکے کا شکار کرو۔ ۲۰ اگست سنہ ۱۸۷۶ء میں اُنہوں نے مجھے نارووال کے سکول میں بپتسمہ دیا۔ کیونکہ اس وقت نارووال میں کوئی گرجہ نہ تھا۔ اور اُن کی غرض یہ تھی کہ اگر میں اپنے شہر میں اور اپنے لوگوں کے سامنے بپتسمہ پاؤنگا تو آیندہ کو اُن کے سامنے ہونے سے شرماؤنگا نہیں۔ سنہ ۱۸۷۵ء میں وہ ڈاکٹر دتا صاحب کو اور مجھے اس غرض سے ولایت لے گئے تاکہ اُن کی غیر حاضری میں ہمارے رشتہ دار پھر ہم کو واپس نہ لے جاویں۔ سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۹۱ء تک جبکہ میں مجرد تھا۔ امرتسر میں رہا بیٹمین صاحب نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ اتوار کے واسطے میں امرتسر سے باہر رہا کروں۔ چنانچہ ۳ سال تک مجھے ہفتہ وار برابر بٹالہ بھیج دیا کرتے تاکہ اتوار بٹالہ میں کیا کروں۔ اتوار کو گرجے کے بعد بجائے اس کے کہ وہ انگریزوں سے بات چیت کریں ہمیشہ دیسیوں کے ساتھ بات چیت کیا کرتے تھے۔ وہ علاقہ کا بہت کم لحاظ کرتے تھے۔ جس کی وہ مدد کرنا چاہیں خواہ کسی کے علاقہ میں ہو اُس کی مدد کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ نارووال میں میں اُن کے گھر گیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے دوسری دفعہ کھٹکھٹایا تو کوئی جواب نہ ملا پھر تیسری دفعہ کھٹکھٹایا تو کوئی جواب نہ ملا آخر کار میں نے چک اُٹھائی اور دیکھا تو وہ اندر تھے۔ میں نے کہا کہ صاحب جی میں نے ۳ دفعہ دروازہ کھٹکھٹایا اور آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کہنے لگے کہ کیوں کھٹکھٹایا ہے۔ میرا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ جو چاہے بے شک آجاوے میری بیوی کے گزر جانے پر سنہ ۱۸۸۸ء میں اُنہوں نے مجھ کو دوسرے سال اپنے پاس بلایا اور اپنے بچوں کے موافق تین مہینوں تک اپنے پاس رکھا۔ اور اُنہیں کی تحریک اور مدد سے میں نے اپنے دنیاوی کاموں کو چھوڑ دیا۔ اور خداوند کی خدمت کرنے کے لئے مشن میں داخل ہوگیا۔ ایک دفعہ میں نے بزرگ کلارک صاحب کے گھر میں پادری بیٹمین صاحب کو دیکھا۔ جب اُنہوں نے اپنے کپڑے اُتارے تو سب سے نیچے اپنے بدن کے ساتھ ٹاٹ کا کُرتا پہنا ہوا تھا جس سے میں نے خیال کیا کہ وہ بدن کا آرام نہیں چاہتے۔ اور خاکسار رہنا چاہتے ہیں۔ ایک دفعہ وہ جنڈیالہ ضلع امرتسر میں آنے لگے میں نے پوچھا کہ آپ کہاں ٹھہرینگے۔ تو کہنے لگے کہ کیوں تمہارے پاس میرے لئے روٹی نہیں ہے۔ بجائے انگریزوں کے گھر اُترنے کے وہ اکثر دیسیوں کے گھروں میں اُترا کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں اُنہوں نے جنڈیالہ ضلع امرتسر سے مجھ کو اپنے پاس جھنگ بار میں بلا لیا۔ وہ منٹگمری والہ کی ایک کچی کوٹھڑی میں رہتے تھے۔

جس میں ۱۰۵ درجہ تک حرارت کی گرمی تھی۔ بار کے علاقہ میں وہ ہمیشہ پیدل سفر کرتے تھے۔ اُن کا اپنا کوئی گھر نہ تھا۔ اور نہ ہی انہوں نے کسی پادری یا کیٹی کسٹ کو کوئی گھر دیا۔ ۲۸ جولائی سے ۲۸ اگست ۱۹۱۰ء تک ایک مہینہ میں نے اُن کے ساتھ پیدل سفر کیا۔ وہ ایک پڑاؤ ہر روز سفر کرتے اور رات کے وقت گاؤں کے مسیحیوں میں جا کر کام کیا کرتے تھے۔ میں اُن کے ساتھ کئی دفعہ بغیر چارپائی زمین پر سویا۔ کئی دفعہ بھوکے پیاسے کام کرتے تھے۔ رات کے گیارہ بجے میں اُن کے ساتھ عبادت میں شامل ہوا کرتا تھا۔ اُن کی عادت تھی کہ مٹھائی کی گولیاں اپنی جیب میں بچوں کے واسطے لے جاتے تھے۔ بچے جب انہیں دیکھتے تھے دوڑ کر چلے آتے کہ بابا آیا۔ بابا آیا۔ باڑی کے دنوں میں پڑی ہوئی گیہوں کی بالوں کو اٹھاتے۔ اور سردی کے موسم میں کپاس کے گرے ہوئے ٹکڑوں کو اور انہیں فروخت کر کے چندہ میں ڈال دیتے تھے۔ ایک دن جانی والہ اسٹیشن پر تار بابو آیا۔ کہنے لگا کہ صاحب آپ کی تار ہے۔ کہنے لگے کہ میری کوئی تار نہیں۔ اُس نے کہا صاحب دیکھئے۔ کہنے لگے کہ میں نہیں دیکھتا۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ کام چھوڑ کر کہیں علاقہ کے باہر نہ جانا پڑے۔ دو دفعہ پہاڑی میں اُن کے ساتھ ایک دن میں ۴۰ میل سفر کیا۔ وہ بڑے چلنے والے تھے۔ جس سال اُن کی عمر ۶۵ سال کی تھی انہوں نے ۵۴ میل سفر کیا۔ وہ اپنے پاس سے مشن کے واسطے بہت کچھ خرچ کرتے تھے۔ جب فروری ۱۹۰۲ء میں آخری دفعہ پنجاب کو چھوڑ کر ولایت جانے لگے۔ انہوں نے اپنے اونٹ۔ تنبو وغیرہ سب سامان مشن کو مفت دیدیا۔ جب ڈاکٹر ونا صاحب اور

میں ۱۹۰۱ء میں ولایت انگلستان کو چلے گئے۔ انہوں نے دینے سے زیادہ اپنے گھر کو میرا ہیڈکوارٹر بنایا۔ اور میرے واسطے کام کا سارا انتظام کرتے تھے اور مجھ سے سچ مچ اپنے بچوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ بیاہ دونوں کے لئے دعا کرنے کو اُن کے گھروں میں بھیجتے تھے۔ سب سے پہلے آرڈینیشن کا خیال انہوں نے ہی میرے دل میں ڈالا۔ اور ہر طرح سے مدد کرتے رہے کہ میں آرڈین ہو جاؤں۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء کا اُن کا اپنا لکھا ہوا آخری خط میرے پاس آیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا خیال اس دنیا میں رہ کے آئندہ جہان کی طرف تھا۔ اس خط کی نقل یہ ہے۔

"بستر میں پڑے ہوئے ایک بیمار خانہ سے

"۲۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء

"میرے بہت پیارے وارث۔

"اس سال میں میں تندرستی سے بہت دور رہا ہوں۔ اور میں اپنا معمولی کام نہیں کر سکا۔ پر میں اُمید کرتا رہا اور خیال تھا کہ صحت یاب ہو جاؤنگا لیکن ایسا نہیں ہوویگا۔ پیشتر اس سے کہ یہ میرا خط آپ کو ملے میں گذر گیا ہونگا۔ شکرگزاری اور محبت بھرے دل سے آپ کی بابت اور بہت سے عزیز پنجابیوں کی بابت جنہیں خدا نے میرے سپرد کیا کہ اُن کی خدمت کروں۔

"عزیز وارث محنت کرتے جاؤ اور خدا تمہیں انعام بخشیگا۔ اور آپ اس سرزمین میں آوینگے۔ جو پنجاب اور انگلستان سے زیادہ نورانی ہے اُس کے وعدے ہمارے کاموں کے موافق ہیں۔ سارے بھائیوں کو میرا سلام دینا۔ خداوند آپ کے ساتھ۔ آپ کا محبت والا۔ آر بیٹمین

"آؤ ہم خداوند کی تعریف کریں۔ کہ اُس نے ہمیں زمین پر اپنے کام میں شامل کیا ہے۔ اس کے بعد سے آسمان پر اُس کو دیکھیں گے میں مشکل سے لکھ سکتا ہوں۔ میں کوشش کرونگا کہ پادری احسان اللہ صاحب کو لکھوں اگر میں نہ لکھ سکوں تو وہ مجھ کو معاف فرماویں۔"

پادری بیٹمین صاحب نے ۸ مارچ ۱۹۱۶ء کو اپنے بھائی کے گھر میں وفات پائی اور ۱۰ مارچ ۱۹۱۶ء اپنے خانگی قبرستان میں واقعہ برانٹ ملنگسی میں دفنائے گئے۔ انہوں نے اپنی قبر پہ گائے جانے کے واسطے خود گیت چنے تھے۔ جو میرے پاس ولایت سے بھیجے گئے ہیں۔ پادری بیٹمین صاحب کی عمر ۸۷ سال کی تھی۔ جب انہوں نے وفات پائی وہ پنجاب میں جوانوں سے زیادہ کام کرتے تھے۔ وہ تو گذر گئے لیکن اُن کے ہاتھ کا کام باقی رہیگا۔ نارووال کے کام پر جو برکت خدا نے دی ہے۔ وہ پادری بیٹمین صاحب کی دعا اور محبت کا نتیجہ ہے۔ کلارک آباد۔ اور نارووال کے گرجے انہوں نے تعمیر کئے۔ اور کلیسیا کی ہر طرح سے مدد کی۔ خدا کرے کہ ان کے روحانی فرزند جن کو وہ اس دنیا میں کام سپرد کر کے خود ابدی آرام میں داخل ہو گئے ہیں۔ اُن کی خواہش کے موافق اس کام کو سرانجام دیں۔ تاکہ وہ بھی روحانی باپ کے نقش قدم پر چلکر اسی جگہ جاویں جہاں ہمارے بزرگ گئے ہیں۔

(پادری) وارث الدین تیتو کے ضلع لاہور۔

جناب ایڈیٹر صاحب نور افشاں

ذیل کے ہر دو ریزولیوشنوں کو براہ نوازش اپنے اخبار پُر بہار میں جگہ دے کر ممنون فرماویں عین عنایت ہوگی۔

تجویز اوّل

ہماری پنجاب کرسچن اینڈ یو یونین بڑی حسرت اور افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ ہمارے دوست مسٹر ابن عیسیٰ ٹریونگ سیکرٹری پنجاب یونین جو گذشتہ ماہ ہمارے خداوند کی گود میں ہمیشہ کے آرام کے لئے جا سوئے ہیں اُن کی اُن لاثانی خدمات کا جو آپ نے اس یونین کے متعلق سر انجام دی ہیں دلی شکریہ اور آپ کی اس بے وقت موت کا افسوس اور یونین کی دلی ہمدردی کا اظہار اُن کے خاندان اور اُن کی میم صاحبہ سے کیا جاوے۔

کیٹی پادری مہتاب الدین نگلسن آباد۔
ایم۔ این۔ ہوزہ کپور تھلہ

جنگ یورپ پر ایک سرسری نظر

یا حاضرین مجلس۔ یا صاحبان والا
اس میل کے لئے ہو اوّل شکر خدا کا
سب بھائیوں کی مانند خوشیاں منا رہے ہیں
مل بیٹھنے کا اچھا موقعہ خدا نے بخشا۔
دیکھے ہیں کچھ ڈرامے اور کھیل دل لگی کے
جن سے طبیعتوں نے کافی مزا اُٹھایا!
پر غم بھری عزیزو۔ لائے ہیں داستاں ہم
کرتے ہیں پیش خدمت اب دکھ بیاں ہم
لائے نہیں ہیں کچھ ہم ہرگز نیا ترانہ
یورپ کی جنگ کا ہے سب نے سنا فسانہ
لہرا رہا علم تھا عالم پہ جب امن کا
جرمن کا اُٹھ کے اکدم جنگ نے جدل مچایا۔
وعدہ وعید کو سب بالائے طاق رکھکر
رو فیکا زبردستی کچھ ڈھونڈنا بہانا
اس کو خیال تھا یہ طاقت کرئی جہاں کی
میدان میں مقابل ہرگز مرے نہ ہوگی
دنیا کو زیر کرنا بچوں کا کھیل سا ہے۔
طاقت کا میری لوہا ہر ایک مانتا ہے
وعدہ کے کاغذوں کو جب چاہیں پھاڑ پھینکیں
ہم کو تو یاد ہے اب۔ تیرا ہی آسرا ہے۔
سچ اور جھوٹ کی کچھ ہم کو نہیں ہے پروا
قوموں کو نیست کردیں بس یہی مدعا ہے
سارا جہان آخر جرمن کے زیر ہوگا
اور اپنے ہونگے نائب ٹرکی اور آسٹریا۔
معلوم تھا نہ اس کو وہم و خیال ہے یہ
اپنے ہی پھنسنے کو مضبوط جال ہے یہ
مٹجائے سرزمیں سے سب طاقتوں کی ہستی
جرمن ہی سربلند ہوں۔ کیا یہ محال ہے یہ
پیرس کو کردوں غارت۔ پامال شہر لنڈن
تہ تیغ کردوں سب کو جھوٹا خیال ہے یہ
جتنے تھے ملک اس کے اب کھو کے رو رہا ہے
حرکت سے اپنی دل میں نادم خود ہو رہا ہے
فریاد یا الٰہی یہ جنگ کیا بلا ہے
سارے جہاں کو جس نے حیران کر دیا ہے
فریاد آہ و زاری ہے ہر طرف سے جاری
کیا غضب ربّ باری اکدم بپا ہوا ہے
نام و نشاں امن کا ایسا اُٹھا جہاں سے
دیوار و در سے آتی بس جنگ کی صدا ہے
گھر گھر سے اُٹھ رہی ہے فریاد ہائے ظالم
دنیا سب سہہ رہی ہے بیداد ہائے ظالم
روئے زمیں پہ یا رب کیا انقلاب آیا
سے خرق سے غرب تک شور حشر مچایا۔
سب کاروبار کی اب کایا پلٹ گئی ہے
لوگوں کے شور و شر نے عرش بریں ہلایا!
امن و اماں کا ہرگز نام و نشاں نہیں ہے
عشرت کدہ کو کس نے ماتم کدہ بنایا!
باغ جہاں میں کیسی باد خزاں چلی ہے
گلشن اُجڑ رہے ہیں بلبل نکل چلی ہے
جرمن کا جسم گویا شیطان آگیا ہے
ہرگز نہ سنگدل کو کچھ خوف کبریا ہے
اور جہاز ہیں ڈبوئے ہیں تارپیڈو۔
بچوں اور عورتوں کو ناحق قتل کیا ہے
ایروپلین ہوا پہ توپیں زمیں کے اوپر
سرنگیں بحر کے اندر ظالم بچھا رہا ہے
کشتوں کے ہر جگہ پر پشتے لگا دیئے ہیں
روئے زمیں پہ خوں کے دریا بہا دیئے ہیں
جور و ستم سے آخر آزاد سب کو کرنے
مجبور ہو کے اُٹھا برطانیہ پیارا۔
جب ہے خدائے باری پشت و پناہ ہماری
ہے سینکڑوں پہ بھاری ایک ایک جواں ہمارا
ترکوں کی ہو رہی ہے ترکی تمام دیکھو۔
جاتا رہا ہے اُن کا جوش و خروش سارا
ایسے اُڑینگے جرمن گویا نشاں نہ ہوگا۔
فتنے کا پھر کسی کو وہم و گماں نہ ہوگا
شاباش نوجوانو۔ اللہ کا نام لیکر
خوب ہو کے سب دلاور بڑھتے چلو برابر
جب تک کہ دم میں دم ہو غیرت ہو خوں میں باقی
ہٹنے کا نام ہرگز لانا نہ تم زباں پر۔
خلق خدا کی خاطر جانیں نثار کردو
نابود کر کے چھوڑو ان ظالموں کا لشکر
امن و امان کردو دنیا میں پھر دوبارا
ہوگی فتح یقینی۔ حافظ خدا تمہارا۔

حق اور ملک کی خاطر ماؤں کے لال پیارے
کٹ کٹ کے مر رہے ہیں سایہ خدا پہ سارے
نازل ہوئے فرشتے ۔ لاش شہید پر ہیں
گاتے ہوئے وہ روح کو جنت میں لے سدھارے
اک دم کی ہے مصیبت راہ خدا میں مرنا
پرے اجر بیاں سے باہر خدا کے وارے
اب خان کی دعا ہے یارب بجان و دل سے
برطانیہ کلاں کو دشمن پہ تو فتح دے

احقر العباد م ۔ ک ۔ خان ۔ بٹالہ
ضلع گورداسپور

سہارنپور کنونشن

(از قلم پادری ایس ای جڈ سہارنگڈہ ۔)

یہ تازگی بخش کنونشن ۱۹ اپریل کی شام سے ۲۶ ویں اپریل کی شام تک سہارنپور کے اے پی مشن احاطہ میں فراہم ہوئی ۔ ایام کنونشن میں ذیل کے صاحبان نے پاک روح کی ہدایت سے جماعت کو پیغام دیئے یعنی چیرمین پادری ڈاکٹر آر کلیفٹی صاحب (دہلی) پادری لبھو مل (گوجرانوالہ) پادری اینڈرسن ۔ پادری جاوئر ۔ پادری رائے ۔ پادری طیطس صاحبان ۔ روحانی خوراک ان ایام میں جماعت کی آسودگی کے واسطے دی گئی

صبح اور شام کی عبادت ایک بڑے شامیانہ میں ہوا کرتی تھی ۔ اور جزوی جلسے علیحدہ علیحدہ جگہوں میں موزونیت کے ساتھ ہوتے رہے کھانے پینے اور رہائش کا انتظام انتظامیہ کمیٹی کی سعی اور کوشش سے قابل تعریف تھا مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی ۔ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی جگہ مل جلکر کھانے میں شریک ہوا کرتے تھے ۔ کسی قسم کا امتیاز اور فرق باہم نہ تھا مجمع کثیر تھا ۔ اور سہارنپور سیمنری کے طلبا ۔ بائز سکول سہارنپور کے طلبا ۔ رڑکی ۔ میرٹھ ۔ پلول ۔ لکھنؤ اور مراد آباد سے لوگ شریک جلسہ تھے ۔ عبادت کے وقت طلبا خوبصورت جھنڈے لئے ہوئے اور گاتے بجاتے عبادت میں شریک ہوتے تھے ایسٹر کے دن حاضرین کی تعداد اس قدر تھی کہ شامیانہ میں بوجہ جگہ نہ ہونے کے باہر ہی بیٹھ گئے تھے ۔ مگر سب کے لئے انتظام بہت اچھا اور معقول تھا

ایام جلسہ میں عبادت کے وقت دو خطوط پڑھے گئے ۔ ایک تو گذشتہ کنونشن کے چیرمین پادری جے آر چیبر صاحب ایم اے کا تھا ۔ انہوں نے ایک تسلی بخش آیت معہ سلام کے بھیجی تھی ۔ دوسرا خط مینپوری کنونشن کی جانب سے تھا ۔ اس میں بھی ایک تسلی بخش آیت معہ سلام کے پیش کیگئی تھی ۔

کنونشن کا نتیجہ ۔

(۱) تجربہ اور مشاہدہ سے ظاہر ہوا کہ ۲۰ ویں اپریل کی پہلی عبادت سے از حد روحانی اثر جماعت پر ہوا ۔ پر روم پنتیکوست کے اس بالا خانہ کی طرح دعا مانگنے والوں سے بھرا رہتا تھا صبح کے وقت ایک کثیر جماعت بستروں سے اٹھکر دعا مانگنے اور بائیبل پڑھنے میں مصروف نظر آتی تھی ۔ اور اس سحری صحبت آلہی کے بعد کھانا کھاکر عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے ۔ ہر روز شام کے وقت بھی لوگ سونے سے پیشتر دعا میں مشغول ہوتے تھے ۔

(۲) اگرچہ مختلف مشنوں کے شریک اس وقت حاضر تھے ۔ مگر پھر بھی کسی قسم کی علیحدگی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوتا تھا ۔ سب ایک تھے ۔ یہ اتحاد نہایت ہی امید افزا اور مسرت بخش تھا ۔

(۳) اس موقعہ پہ کالے گورے ۔ حاکم محکوم نیچ اور اونچ کا کسی قسم کا خیال کسی کے دل میں نہ تھا ۔ اور ہر بات میں باہم شراکت رکھنے کے سبب سے الفت اور یگانگت اپنا عملی ظہور دکھا رہی تھیں اگر ایسی ہی حالت ہندوستانیوں کی عملی طور پر جاری رہے گی تو خداوند یسوع مسیح عجیب طرح سے اپنی کلیسیا اور ملک ہند میں جلال پائیگا ۔

اب آخر میں التجا ہے کہ ناظرین نورافشاں اس کنونشن کو اپنی دعاؤں میں یاد کرتے رہیں ۔ اور اس میں آنے اور دیگر طریقوں سے اس کی امداد کرتے رہیں گے ۔ خداوند کی عجیب برکت آپ پر اور آپ کے خاندان پر اور آپ کے ملک پر اس کنونشن کے ذریعہ سے بکثرت ہوگی ۔

علم التعلیم

ہمارا کام ۔ جس طرح بڑھئی کا کام ہے کہ لکڑی کو کانٹ چھانٹ کر اور گھڑ کر ایک اعلی درجہ کی الماری تیار کرے ۔ اسی طرح استاد کا کام ہے کہ اپنے شاگردوں کو ہر طرح سے ہوشیار اور لایق بنا دیوے ۔ اور جو کچھ خود جانتا ہے ۔ اور جیسا خود ہووے وہی اور ویسا ہی شاگرد کو بنا دیوے ۔ وہ علم کی حقیقت سے آگاہ ہو جاوے اور ایک ایسا آدمی جس پر آدمیت کے لفظ کا اطلاق ہو سکے بنا دیوے ۔ غور فرمایئے کہ بڑھئی کو صندوق بنانے سے یا الماری تیار کرنے سے پیشتر چند امور پر غور کرنا پڑتا ہے ۔ (۱) الماری کیسی بنانی

ہے (۲) اس کے لئے سامان کیسا ہے۔ (۳) کن کن اوزاروں کی ضرورت ہے۔ (۴) یہ اوزار کس طرح کام میں لائے جا سکتے ہیں۔ یا یوں خیال کیجئے کہ ہم کو اس پڑھائی سے کیا سیکھنا ہے۔ (۲) ہم کو کیسا آدمی بنانا ہے۔ (۳) کس طرح یا کن کن وسایل کو کام میں لانا ہے (۳) طلبہ کی حالت کیسی ہے۔ (۴) تعلیم و تربیت کے اصول کیسے اور کیا ہیں۔ (۵) ان اصول اور وسایل کو کس طرح کام میں لانا ہے۔ یہ بھی خیال فرمایئے کہ بت تراشی کا کام آسان ہے۔ کیونکہ اس کو جو چیز بنانا ہے اُس کی حقیقت بے جان ہے لیکن ہم کو ایک زندہ انسان کو از سرنو بنانا ہے۔ استاد کیسا ہی لائق اور تجربہ کار کیوں نہ ہو۔ اگر طلباء استاد کی تعلیم کی طرف راغب نہ ہوویں تو کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ اور ایک خاص بات یہ ہے کہ طلباء پر استاد کا اثر جب تک نہ ہوگا ہم طلباء کو اپنے لائق طلباء نہیں بنا سکتے۔ اگر ہم خود استاد ہونے کے لائق نہیں ہیں تو طلباء پر ہمارا اثر کیا خاک پڑیگا۔ بلکہ وہ ویسے کے ویسے ہی بنجار رہینگے۔ ہاں یہ تاثرات دو طرح سے طلباء کے دل پر اثر پذیر ہوتے ہیں (۱) مخفی صورت میں (۲) مکاشفہ کی صورت میں یا ان پر ہم دو طرح سے اثر پیدا کر سکتے ہیں (۱) ارادی (۲) غیر ارادی محرکات سے یعنی ایک تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا اثر طلباء پر ہووے دوم ہمارا خود بخود اثر طلباء پر بلا ارادہ کے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہم کو اس بات پر دھیان دینا ہے کہ جب تک استاد خود قابل نمونہ شخص نہ ہے طلباء پر کسی قسم کا اثر پیدا نہیں کر سکتا۔ جو اصول تعلیم کے مطابق ہو وے میرا تجربہ ہے کہ اگر ہم استاد ہونے کے لائق نہیں ہیں اگر کیسی ہی تعلیم و تلقین کیوں نہ کریں۔ لیکن طلباء پر اثر نہیں ہوگا۔ میں نے ان چار برس کے عرصہ میں جب سے خداوند کے قدموں میں آیا بہت سے وعظ سنے۔ ایسے ایسے لائق ہوشیار اور تجربہ کار واعظوں کی زبان سے جنکا نام چار دانگ عالم میں شہرت پا چکا ہے اور جن کی علمیت نے اُن کو عوام کی نظر میں "لقط لائق" سے نامزد کر دیا ہے۔ لیکن بہت لوگ اور خاصکر میں ان کے وعظوں سے کبھی بھی خوش نہیں ہوا اُنہوں نے جو نصیحتیں کیں ایک اعلیٰ پایہ کی تھیں جو مسیحیت کا جزو تھیں مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا کیونکہ ناصح کی زندگی نصیحت کے بالکل خلاف تھی۔ گذشتہ سال سہارنپور کنونشن کے موقعہ پر ڈاکٹر جانبیر صاحب نے ایک انگریزی قول پیش کیا تھا کہ "جو کچھ تم ہو وہ ایسے زور شور سے چلا چلا کر پکار رہا ہے کہ جو کچھ تم زبان سے کہتے ہو ہمارے سننے میں نہیں آتا ہے" یہ سچ ہے۔ انسان کی زندگی بڑے انسان بنے ہوئے لیکن بہت واعظ ایسے ہیں جو بہت علم نہیں رکھتے لیکن جو کچھ وہ جماعت کو نصیحت کرتے ہیں اُن کے دلوں کو ان سنگین دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں وجہ یہی ہے کہ واعظ کا وعظ معلم کی تعلیم اس کی اپنی زندگی سے ٹکراتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ استادی کے کام کرنے سے پیشتر استاد خود بنے۔ پھر دوسروں کو بناوے۔ علماء فن تعلیم و اصول تعلیم و طریقہ تعلیم کے متعلق چند خوبیاں بتلائی ہیں کہ اگر وہ ان صفات سے متصف ہووے تو ضرور طلباء پر اچھا اثر ہوگا۔

باقی دارد

متوسط افشاں کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر ایک خریدار کا فرض ہے۔

ہمدرد

منشی سوہن لعل (ب)

پادری دھرم سنگھ

مس این۔ جے سپنسر

پادری ایف جے لارنس

مسٹر جے جی الیگزنڈر

ڈاکٹر ٹی نحمیاہ معہ لقایا

بابو ٹامس روخس

بابو بی۔ ایم حبیب

بابو موتی لال

بابو مسیح دیال

مسٹر سی سی چٹرجی

مسٹر وکٹر مارٹین

دلچسپ خبر

پنجاب ریسٹ نیٹیشن کیٹی کی زنانہ کمیٹی نے گذشتہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ جو لوگ پنجاب میں روزگار کے تلاشی ہیں اور جن کو کارندگی ضرورت ہے ان کو اس محکمہ کے ذریعے ان امور کے متعلق برابر خبر پہنچائی جایا کرے سب صاحبان نیچے لکھی ہوئی باتوں کا خیال رکھیں۔

(۱) ہر درخواست کیساتھ ٹکٹ ضرور آنا چاہیے (۲) سارٹیفیکیٹوں کی صرف نقل ہی بھیجا کریں (۳) جہاں سے ملازمت چھوڑی ہو اُسکا پورا نام اور پتہ لکھنا چاہیے (۴) جب ملازمت ملجائے تو محکمہ ہذا کو اطلاع دیدینا چاہیے۔

المشتہر مس ایس ایم ویری صاحبہ (ریکٹ مشن) قصور پنجاب



بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

یہ سکول عرصہ سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے ایک اعلیٰ پیمانہ پر جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور عمدہ بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کیلئے ایک خوش وضع حوض۔ عبادت کے لئے گرجا گھر۔ اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برین سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں ماہ اپریل کے اختتام پر چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا ذیل پتہ پر درخواستیں بھیجیں: المشتھر،

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

باغ دل

دی گارڈن آف دی ہارٹ

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب

یہ ایک سہ ماہی نیا رسالہ انگریزی اور اردو فارسی میں موٹے چکنے کاغذ پر چھپتا ہے۔ اس میں خوبصورت تصویریں ہیں چندہ سالانہ ۱ر ہے اگر دو یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جائیں تو فی کاپی ۸ر چارج کیا جاتا ہے۔ یہ خاصکر ہندوستانی مستورات کے لئے مخصوص ہے قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی نمونہ ۱ر کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔ تمام درخواستیں بنام

ای۔ ایم ویری ٹی ڈی آنریری سکرٹری

سی۔ ایل۔ لودیانہ پنجاب

آنی چاہئیں

کان بہنے کی دوا

عـ۱۰۱

کان کے اندر سے ریم آنا بہرہ پن نیا یا پرانا ہو دو تین مراتب کے استعمال سے بہنا بند ہو جاتا ہے قیمت ۱ر پچکاری کان صاف کرنیکی ۱ر خرچ ہر دو چیز کا ۵ر

پیرمنٹ کا تیل

پیپرمنٹ کا تیل درد۔ بدہضمی اور ریاح کے فساد کیلئے ایک بہت ہی مشہور دوا ہے۔ یہ پیپرمنٹ امریکہ سے منگوایا جاتا ہے۔ ولایتی پیپرمنٹ سے کہیں بڑھکر بہتر اور مفید ہے۔ اسی پیپرمنٹ میں تارپین کا تیل ملاکر ایک کی تین تین شیشیاں بناکر لوگ بازاروں میں چار چار آنے فروخت کرتے ہیں قیمت آدھ اونس شیشی ۸ر اور محصول ڈاک وغیرہ ایک شیشی سے ۲ شیشی تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ ۵ تاراچند دت اسٹریٹ۔ کلکتہ

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودھیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے ۷۵ برس سے جاری ہے جو شخص اپنے فرزند کو ابتدائی تعلیم اعلیٰ اور کمال دینی تعلیم کی غرض سے بھیجیں گے۔ اپریل ۱۹۱۶ء سے جنیئر پرائمری کی ۳ جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہایت تسلی بخش ہو گیا ہے فیس فی خوراک ۵ روپیہ ماہوار طالب علم ادا کرے۔ اگر ایک خاندان سے دو طلبہ ہوں تو سہ روپیہ ۸ آنہ ہوں علاوہ فیس کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت عمدہ ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جن رنگ کے ورکر اور بنے کیڑا وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت جن رنگ الله ۲ سے ۶ تک۔ کرے ڈو کول ۱۰ سے ۶ تک۔

مزید حالات نہ بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۱ر

ہندوستان و پنجاب سے معہ محصول ڈاک ۱ر

غیر ممالک سے ۱ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	عہ	عے
چوتھائی کالم	ہر	عے	للعہ
نصف کالم	ے	للعہ	رعہ
پورا کالم	للعہ	رعہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	ہ	۱۱

ہر ایک دفعہ کیلئے فی سطر دو آنہ پیسہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

اطلاع ضروری۔ نامہ نگاروں کو چاہئے کہ نہایت خوشخط اور صرف ایک طرف کاغذ پر لکھا کریں (۱) نامنظور شدہ مضامین واپس نہیں بھیجے جاسکتے خط و کتابت کے لئے ٹکٹ بھیجے جائیں ورنہ جواب نہیں دیا جاسکتا (۲) جو نامہ نگار مہینہ میں کم از کم ایک مضمون نہ لکھے وہ نامہ نگار نہیں سمجھا جاویگا (۳) بعض نامہ نگار غلط ملط نظم و نثر بھیجدیتے ہیں جس سے بڑی دقت ہوتی ہے چاہئے کہ وہ دونوں قسم کے مضامین علیحدہ علیحدہ کاغذوں پر ہوں مضمون لکھتے وقت سطر کے ختم ہونے پر اکثر صاحبان حاشیہ پر اوپر نیچے بہت سا مضمون لکھ دیتے ہیں جس کے پڑھنے سے بڑی دقت ہوتی ہے۔ مضمون صفحہ پر ہونا ضروری ہے۔ ایڈیٹر

یہ رسالہ ماہوار کی بیل اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن اینڈیویر کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱ر سے ۲ر تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور ہسوا یو۔پی سے طلب کرسکتے ہیں۔

بابو کی ای ایم ویری صاحب ٹی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن سیم پریس لودیانہ باہتمام واٹلی برادرز چھپا